یاسر عرفات کا حقیقی چہرہ

عبدالرحمٰن سعد

اسرائیل کے لیے کام کرنے والے ایجنٹوں اور جاسوسوں کی کثرت کے باوجود فلسطینی اتھارٹی کی جیلوں میں ایک بھی اسرائیلی قیدی نہیں ہے، جب کہ ۲۲۳ سیاسی قیدی فلسطینی اتھارٹی کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ یہ سیاسی قیدی اپنے علاقے کے معزز اور ہر دلعزیز افراد شمار ہوتے ہیں۔ ان پر کوئی متعین فرد جرم بھی عائد نہیں ہے۔ اس کے باوجود کئی برسوں سے جیلوں میں بند ہیں حتیٰ کہ بعض قیدیوں کے فوری رہائی کے احکامات جاری ہو چکے ہیں لیکن ان پر عمل در آمد کی نوبت شاید ہی آئے۔

ان اسیران کا جرم کیا ہے؟ صرف یہ کہ یہ راسخ العقیدہ مسلمان ہیں اور اسرائیل کے خلاف جاری تحریک مزاحمت کے حامی ہیں۔ غزہ کی پٹی میں ان قیدیوں کی تعداد ۱۲۵ ہے، جب کہ غربی پٹی میں ۹۸ کے قریب قیدی ہیں۔ ضمیر کے یہ قیدی "جنید"، "اریحا"، "ورام اللہ"، "جنین" اور "خلیل" کی جیلوں میں بند ہیں۔ یہ قیدی زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ علما، اساتذہ، سرکاری ملازمین، کارکن اور تاجر، ہر طبقے کی نمایندگی موجود ہے۔ طویل عرصے کی قیدوبند نے ان کے لیے بے پناہ معاشی اور اقتصادی مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ ان کے خاندان نان شبینہ کے محتاج ہو گئے ہیں۔ جیل کے اندر صورت حال انتہائی ظالمانہ اور تشویش ناک ہے۔ گذشتہ دنوں درجہ حرارت کی شدت کی وجہ سے کئی زخمیوں کے زخم خراب ہو گئے اور حالت خطرناک ہو گئی۔ بہت سارے قیدی آپریشن کے انتظار میں ہیں لیکن میڈیکل رپورٹوں اور ڈاکٹروں کی ہدایت کے باوجود ابھی تک وہ ہسپتال نہیں جا سکے اور جیلوں میں خطرناک بیماریوں کا سامنا کر رہے ہیں۔

جیل کے اندر قیدیوں پر بے پناہ تشدد کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ابراہیم المقادمہ پر بے انتہا تشدد کیا گیا یہاں تک کہ ان کے سینے کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور انھیں ہسپتال داخل کرانا پڑا۔ تفتیش کے دوران قیدیوں پر ظلم و ستم کے ہر طرح کے ہتھکنڈے آزمائے جاتے ہیں، مثال کے طور پر بعض قیدیوں کو چار چار دن تک پانی کے تالاب میں کھڑا رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان پر تشدد کیا جاتا ہے جس سے جسمانی اذیت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے اور انسانی جسم گلنا شروع ہو جاتا ہے۔ داڑھی اور سر کے بال نوچے جاتے ہیں، ڈنڈوں اور لاٹھیوں کے ساتھ مارا پیٹا جاتا ہے اور بجلی کے جھٹکے لگائے جاتے ہیں۔ اس وقت حماس سے تعلق رکھنے والے بہت سے نوجوان ان جیلوں میں ظلم و تشدد کا نشانہ بن رہے ہیں۔

۱۹۹۴ میں فلسطینی اتھارٹی کے قیام سے لے کر نومبر ۱۹۹۸ تک بیسیوں افراد ٹارچر سیلوں میں زندگی سے

ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ سب سے پہلے ۱۹۹۴ میں ایک ہلاکت ہوئی۔ اس کے بعد اگلے سال یہ تعداد چھ تک جا پہنچی۔ ۱۹۹۶ میں چار افراد' جب کہ ۱۹۹۷ میں سات افراد اور ۱۹۹۸ میں دو افراد جام شہادت نوش کر گئے۔ جنوری ۱۹۹۶ سے گذشتہ مئی تک' ۲۴ مرتبہ قیدیوں نے بھوک ہڑتال کی۔ اس کے بعد نابلس کی بلدیہ کے سربراہ نے قیدیوں سے مذاکرات کیے اور قیدیوں کو رہائی کا یقین دلایا جس کے نتیجے میں ۳۶ روزہ ہڑتال ختم ہو گئی۔ کچھ قیدیوں کی رہائی عمل میں آئی' لیکن پھر یہ سلسلہ روک دیا گیا۔

بہت سے قیدی گذشتہ دو سال سے جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان پر کوئی فرد جرم بھی عائد نہیں' انھیں اپنا جرم بھی معلوم نہیں' ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ بہت سے قیدیوں کے بارے میں عدالت نے رہائی کا حکم جاری کیا ہے' لیکن اس کے باوجود ان کی رہائی عمل میں نہیں آئی۔ فلسطینی اتھارٹی قیدیوں کی آواز کو دبانے کے لیے انھیں دور دراز کی جیلوں میں بند کر دیتی ہے تاکہ یہ مشترکہ طور پر صدائے احتجاج بلند نہ کر سکیں۔

تحریک اسلامی حماس نے اپنے حالیہ بیان میں کہا ہے: "امت مسلمہ کو تکالیف اور مصائب سے آزمانا اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے۔ طرح طرح کی مشکلات اور ظلم و ستم کا سامنا کرنے کے باوجود جہاد اور مزاحمت کی تحریکیں دب نہ سکیں۔ ہم اپنے دشمنوں پر غالب آئیں گے اگرچہ ہمیں ایک طویل عرصہ انتظار کرنا پڑے"۔ ان شاء اللہ!

لیکن جب یہ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے والے اپنے ہوں' ایک ہی امت اور ایک ہی وطن سے تعلق رکھنے والے ہوں' تو اس اذیت میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے جو ناقابل بیان ہے۔ فلسطینی اتھارٹی کے ظلم و ستم کا نشانہ بننے والے کئی قیدیوں نے بڑی جرأت کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ ان بے گناہ قیدیوں کو ان کے اہل خانہ اور اولاد سے دور رکھا جا رہا ہے اور معاشرے کے اندر وہ اپنا مطلوبہ کردار بھی ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ اگر یہ افراد معاشرے میں ہوتے تو معاشرے کی خدمت اور رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے۔ انھوں نے اپنا مقدمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دائر کر رکھا ہے اور صرف اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔

حقوق انسانی کی تنظیموں اور دیگر رفاہی اداروں کا فرض ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کریں اور فلسطینی اتھارٹی کے حکام پر دباؤ ڈالیں تاکہ ان بے گناہ افراد کی رہائی عمل میں آ سکے۔ مغربی اداروں کو تو یہ کام نہیں کرنا' کسی مسلمانوں کی تنظیم کو اس طرح کے مسائل پر عالمی رائے بیدار کر کے دباؤ ڈالنا چاہیے (ترجمہ: محمد احمد زبیری ' ماخوذ: ہفت روزہ المجتمع ' کویت ' شمارہ ۱۳۵۷)۔